مولانا عتیق الرحمن سنبھلی

علامہ نیاز فتح پوری

عبرت کا ایک ورق

نیاز فتح پوری (۱۸۸۴ء......۱۹۶۶ء) ایک صاحب طرز ادیب تھے اور اردو ادب میں رومانوی تحریک کے بانیوں میں سے تھے۔ ابتداء میں افسانہ نگاری اور بعد میں تاریخی، دینی اور ادبی موضوعات پر قلم آزمائی کی۔ نیاز نے بھوپال سے فروری ۱۹۲۲ء کو ماہنامہ "نگار" کا اجرا کیا ۱۹۲۷ء میں لکھنو منتقل ہو گئے۔ یہیں سے انہوں نے اسلامی عقائد کی مخالفت میں وہ مضامین لکھنے شروع کیے جنہوں نے کفر والحاد اور تشکیک وارتیاب کے دلدادہ حلقوں میں نیاز کو علامہ بنا دیا۔ اب نیاز کے شاگرد خاص ڈاکٹر فرمان فتح پوری استاد کی کتابیں اس خیال سے بار بار شائع کرتے رہتے ہیں کہ مبادا "روشن خیالی" اور "دانشوری" کی یہ لکیر پیٹنے والے پیدا ہونے بند ہو جائیں ۲۴/مئی ۱۹۹۸ء کو نیاز کی بتیسویں (۳۲) برسی کے موقع پر یہ دو تحریریں نقیب ختم نبوت کے قارئین کی نذر کی جارہی ہیں۔ (ادارہ)

علامہ نیاز فتح پوری ایک زمانے میں بڑی دھوم اپنے ماہنامہ نگار کے ذریعے سے مچا چکے ہیں۔ اہل دین سے چھیڑ خانی انکا ایک خاص ذوق تھا۔ کفر وارتداد کے فتوے بھی اس زمانے میں اپنے اوپر لگوائے مگر بقول خود دو چیزوں کے بارے میں بالکل مجبور تھے۔ ایک عورت کی طرف رغبت دوسرے مولوی سے نفرت۔ یعنی ان کی چھیڑ خانیاں اسی نفرت کے ماتحت تھیں۔ اس چھیڑ خانی میں جو مضامین وہ اسلامی موضوعات پر لکھتے تو جہاں ایک طرف اہل دین میں نفرت وناراضی پیدا ہوتی وہاں کچھ لوگوں کی نظر میں ان کی وہ تحریریں انہیں علامہ بنا دیتیں۔ حال ہی میں ان کے اوپر ان کے رسالہ "نگار" کا ایک خاص نمبر (کتابی ایڈیشن) نظر پڑا جو سندھ اکیڈمی (پاکستان) نے شائع کیا ہے۔ اور کسی دوسرے کی نہیں خود ان کی اپنی تحریر سے اس باب میں ان کی علامیت کے جو نمونے سامنے آئے وہ اس قابل نظر آئے کہ انہیں عبرت کے لئے نقل کر دیا جائے کہ کسی موضوع سے اپنی اچھی واقفیت کے بغیر جب کسی کے حسن تحریر او زور بیان سے متاثر ہو کر لوگ اسے علامہ قرار دے لیتے ہیں تو کیسے کیسے لوگ اس بے احتیاطی کے نتیجے میں علامیت کا منصب پالیتے ہیں۔

نیاز صاحب نے اس نمبر کے لئے اپنے مضمون میں مولویوں کے اور اپنے تعلقات کی لمبی سرگزشت بھی سنائی ہے۔ اسی کے چند ٹکڑے عبرت پاروں کا درجہ رکھتے ہیں۔ لکھتے ہیں...... "میں اپنے وطن فتح پور کے عربی مدرسے میں پڑھتا تھا۔ شرح عقائد نسفی کا سبق تھا۔ اس میں مسئلہ یہ آیا کہ یزید پر لعنت (۱) ناروا ہے۔ اس پر موصوف نے کچھ سوال اٹھایا اور استاد کو بحث وتکرار سے ناراض کر دیا تو پھر موصوف کے والد ماجد

---

(۱) یہاں موصوف کے بیان پر اعتماد کیا گیا ہے۔ راقم کو یاد نہیں کہ حقیقت کیا ہے۔

ان کو مدرسہ لیکر گئے اور استاد سے اس مسئلے پر بحث کی۔ بحث تو لمبی ہے۔ جو چیز سننے کی ہے وہ یہ ہے کہ اس بحث میں موصوف کے والد ماجد نے حضرت استاد سے فرمایا کہ "آپ کو خبر نہیں کہ شرح عقائد نسفی امویین کے عہد کی کتاب ہے جو علوئین کے شدید دشمن تھے۔ اس لئے لعن یزید کے مسئلے کو اسقدر اہتمام سے بیان کیا گیا ہے" علامہ صاحب نے اپنے والد کا یہ ارشاد ان کے علم و فضل کی توثیق کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس لئے کہ انہیں خود خبر نہیں تھی کہ شرح عقائد نسفی کی تصنیف اور امویین (بنی امیہ) کے عہد میں چھے سو برس کا فاصلہ ہے۔

اسی طرح اپنے استاد کے ساتھ اپنی ایک بحث انہوں نے یہ سنائی ہے کہ حدیث کی کتاب "مشکوٰۃ شریف" کے درس میں انہوں نے استاد سے پوچھا کہ یہ حدیث کے ساتھ اتنی لمبی چوڑی سند حدیث درج کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ خواہ مخواہ وقت اور کاغذ دونوں ضائع ہوتے ہیں۔ مگر یہ سوال بتاتا ہے کہ موصوف نے مشکوٰۃ شریف دیکھی بھی نہیں ہے اس لئے کہ اس میں سند درج نہیں ہوتی ہے۔ حدیث کی جو اصل کتابیں بخاری اور مسلم وغیرہ ہیں۔ سند ان کتابوں میں درج ہوتی ہے۔

مشکوٰۃ ہی کے حوالے سے علامہ صاحب نے فرمایا کہ "دوران درس میں ایک حدیث آئی کہ"......... آسمان میں ایک اژدھا ہے۔ جب وہ سانس دنیا کی طرف چھوڑتا ہے تو گرمی ہو جاتی ہے اور جب سانس کھینچتا ہے تو سردی ہو جاتی ہے" حالانکہ مشکوٰۃ شریف میں یا کہیں ایسی کوئی حدیث نہیں ہے۔ لیکن موصوف لکھتے ہیں کہ........ "یہ حدیث پڑھتے ہی باوجود ضبط کے بےاختیار میرے منہ سے نکل گیا کہ غلط........ یعنی انہوں نے واقعی مشکوٰۃ پڑھی تھی اور استاد کو جتایا تھا کہ وہ حدیث کی کتابوں میں لکھی ہوئی غلط باتوں کو نہیں مان سکتے۔ کوئی حد ہے اس زبردستی کی علامیت کی؟ مگر اس طرح کتنے ہی لوگ علامہ بن ہی جاتے ہیں۔ (بشکریہ ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ مارچ ۱۹۹۸ء)

ذکر اللہ کی اہمیت

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ: "کس بات نے تم لوگوں کو یہاں بٹھایا ہے؟" عرض کیا یارسول اللہ! ہم اللہ جل شانہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس بات پر اُس کی حمد و ثنا کر رہے ہیں کہ اُس نے ہم لوگوں کو اسلام کی دولت سے نوازا۔ یہ اللہ کا بڑا ہی احسان ہم پر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بدگمانی کی وجہ سے میں نے تم لوگوں کو قسم نہیں دی بلکہ جبرئیل میرے پاس ابھی آئے تھے اور یہ خبر سنا گئے کہ اللہ جل شانہ تم لوگوں کی وجہ سے ملائکہ پر فخر فرما رہے ہیں۔ (مشکوٰۃ، بحوالہ فضائل اعمال، فضائل ذکر باب اول، صفحہ ۳۱، ۳۲۔)